

غیر معمولی کر پشون کی سزا بھی غیر معمولی ہونی چاہیے!

لی زی جن (Liu Zhijun) چین کی دوسری اہم ترین شخصیت تھی۔ 2003 سے لیکر 2011 تک ریلوے کا بے تاج بادشاہ۔ ایک ایسا انسان جسکے کارنا مے چین تو کیا، دنیا کے ہر کونے میں سراہے جاتے تھے۔ چین میں ریلوے کے محکمہ کا بجٹ، آرمی کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ چروائی کا بیٹا اور غربت میں آنکھ کھولنے والا جن جوانی ہی سے ریلوے سے مسلک ہو گیا تھا۔ فلک کے عہدے پر کام شروع کرنے والے عام سے آدمی کے متعلق کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ صرف تین دہائیوں میں لی جن ملک تو کیا، دنیا کے طاقتور ترین لیڈروں میں سے ایک ہو گا۔ 1972 سے ہی ملک کی ریلوے سے مسلک ہونے والا انسان بے ضرر اور سادہ سانظر آتا تھا۔

پوری زندگی ریلوے سے مسلک ہونے کی بدولت لی اس محکمہ کی رگ رگ سے واقف تھا۔ 2003 میں جب چینی ریلوے کا وزیر بنایا گیا تو محکمہ کوئی بہت اچھی حالت میں نہیں تھا۔ ٹریک بھی ہر جگہ موجود نہیں تھا۔ سب سے پہلے لی نے صرف پانچ برس میں پورے ملک میں اضافی 7500 میل کا نیا ٹریک بچھا دیا۔ رات دن کام کرتا تھا۔ مزدوروں اور اپنے عملہ کو بھی ہر وقت کام میں مصروف رکھتا تھا۔ ہر جگہ کہتا تھا کہ اگر کسی بھی ملک نے ترقی کرنی ہے تو اسے ایک نسل مکمل طور پر قربان کرنا پڑتی ہے۔ کئی لوگ اسے پاگل کہتے تھے۔ اس جنوں آدمی نے چین میں ہائی سپیڈ ریلوے کی سنگ بنیاد رکھی۔ ڈھانی سوارب ڈالر سے دنیا کا سب مہیب اور طویل تیز رفتار ریلوے ٹرینوں کا جال بچھا دیا۔ جب کیونست پارٹی نے اسے تبت تک ریلوے لائن بچھانے کے متعلق پوچھا تو سب کا خیال تھا کہ لی کا جواب یہی ہو گا کہ اتنی بلندی پر ریل لیجنانا ممکن ہے۔ مگر اس نے یہ دشوار ترین کام کرنے کی حامی بھر لی۔ آج بھی دنیا میں بلند ترین مقام پر جانے والی ریل، لی کی گرانی میں شروع ہوئی تھی۔ حد توجیہ ہے کہ باراک اوباما امریکی صدر نے اسکی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں افراسٹرکچر اور رفتار کے حساب سے امریکی بالادستی ختم ہو چکی ہے۔ یہ اعزاز اب چین کے پاس ہے۔ جب لی نے ساڑھے سات ہزار میل ریلوے لائن بچھا کر درجنوں نئی ٹرینیں شروع کر دیں، تو اسے مرکزی حکومت نے ایک سوارب ڈالر مزید دیے۔ اب 2020 تک اسے دس ہزار کلومیٹر ریلوے لائن مزید بچھانی تھیں۔ برق رفتار ٹرینوں نے چین کو تبدیل کر دala۔ اقتصادی، سماجی، فنی اور معاشی نظام میں حد درجہ بہتری آگئی۔ پوری دنیا سے لوگ چین کی تیز رفتار ٹرینوں کو دیکھنے اور ان سے سیکھنے آتے تھے۔ لی جن اس پورے نظام کا خالق تھا۔ شہروں میں اسکی بلند قامت تصاویر اور مجسمے لگے ہوئے تھے۔ سب کو یقین تھا کہ وہ اس بلند مقام سے مزید بلند تر مقام تک جائیگا۔ پولٹ بیور و تک اسکی رسائی بالکل سامنے نظر آ رہی تھی۔ چین میں اصل حکومت پولٹ بیورو کی ہوتی ہے۔ فیصلہ سازی میں آخری اور بلند ترین مقام۔ جب ہر طرف لی جن کی واہ واہ ہو رہی تھی تو ایک جاپانی انجینئر نے اس سارے نظام کو ٹینکنیکل طریقے سے پر کھا۔ اسکا تجزیہ یہ پوری دنیا سے مختلف تھا۔ بقول اسکے، لی جن تمام تیز رفتار ٹرینوں کو پچیس فیصد تک خطرناک تیز رفتار سے چلوار ہا ہے۔ یعنی اگر ایک ٹرین دو سو کلومیٹر فی گھنٹہ چلنے کی استطاعت رکھتی ہے تو اس کے حکم پر اسے دو سو پچاس کلومیٹر فی گھنٹہ چلوایا جا رہا تھا۔ اس انجینئر کی تحقیق کے مطابق لی جن نے اپنی ناک اوپنی رکھنے کیلئے انسانی جانوں کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ مگر کسی نے بھی اس جاپانی ماہر کی بات نہ سنی۔ چینی حکومت نے اعلان

کر دیا کہ جاپانی ماہر کا تجزیہ یہ تعصیب پرمنی ہے۔ پورے چین میں کسی کی جرات ہی نہیں تھی کہ لی جن جیسے کامیاب ترین آدمی پر کسی قسم کی تقدید کرتا۔

2003 میں ریلوے کی وزارت میں، لی نے اپنے سگے بھائی لی زی زیانگ (Liu Zhixiange) کو اہم عہدے پر مقرر کر دیا۔ اسے مرکزی حکومت کا اعتماد حاصل تھا۔ لہذا کسی نے بھی اس سے دریافت نہ کیا کہ اپنی ہی وزارت میں چھوٹے بھائی کو کیسے مقرر کر دیا۔ ساری اہم فیصلہ سازی میں لی زی شامل ہو گیا۔ ویسے ہمارے ملک میں دیکھا جائے تو اپنے خاندان اور قریبی رشتہ داروں کو اہم پوسٹوں پر تعینات کروانا ایک روٹین ہے۔ کوئی بھی اسے رُ انہیں سمجھتا۔ سماجی طور پر اب یہ نکتہ طے ہو چکا ہے کہ اگر خاندان کا ایک فرد کسی بھی بلند عہدے پر پہنچ گیا، تو پورے گھرانے کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ ہماری تو سیاسی جماعتیں تک خاندانی نظام کے تحت کام کرتی ہیں۔ اگر کوئی مرکزی قائد فوت ہو جائے۔ تو اسکے بعد قیادت خاندان کے اندر ہی رکھ لی جاتی ہے۔ عام سیاسی و رکرتوں بھی نہیں کر سکتا کہ اسے کبھی بھی پارٹی کی مرکزی قیادت حاصل کرنے کیلئے خاندان کے کسی فرد پر ترجیح دی جائیگی۔ ہماری تمام جمہوری سیاسی جماعتیں دراصل خاندان اور صرف خاندان کے ارڈر گھومتی ہیں۔ باقی سب سیاسی غلام ہیں۔ جو اپنے حصے کی فیس وصول کرتے ہیں اور ہمارے جیسے غیر جمہوری ملک میں جعلی جمہوریت کی آبیاری کرتے رہتے ہیں۔ مسلم لیگ ن کیا اور پیپلز پارٹی کیا۔ اے این پی کیا اور مولا نا فضل الرحمن کی چھوٹی سی علاقائی جماعت کیا۔ تمام کی تمام خاندانوں کے ارڈر گھومتی ہیں۔ شخصیات انکی ان داتا ہیں۔ صرف جماعت اسلامی ایک واحد جماعت ہے جس میں قیادت کیلئے خاندان کی کوئی اہمیت نہیں۔ مگر جماعت اسلامی اب اپنی سیاسی آب و تاب کھوچکی ہے۔ بہر حال چین میں اس طرح کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

تحقیقے عرصے کے بعد مرکزی حکومت کو خبر ملی کہ لی جن کا بھائی بدترین کرپشن میں ملوث ہے۔ تحقیقات کے بعد اسے فوری طور پر گرفتار کر لیا گیا۔ لی زیانگ سے پچاس میں ڈالر کے اٹاٹے برآمد ہوئے۔ عدالت نے اسے سزاۓ موت کی سزا سنائی۔ مگر اب یہ معاملہ رکنے والا نہیں تھا۔ لی جن کے متعلق بھی تحقیقات کا آغاز کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ اس نے محیر العقول حد تک کرپشن کی ہے۔ ٹھیکے داروں کا ایک مافیا پکڑا گیا جو ٹھیکہ لیکر اسے کمیشن پر دوسرا ٹھیکے داروں کو فروخت کر دیتا تھا۔ اس مافیا کا رابطہ لی جن سے تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ تقریباً پچاس کے قریب کمپنیوں سے بھاری رقم بطور رشوت وصول کرتا رہا ہے۔ اس نے ہر اصول کی دھیان اڑا کر کھل دی۔ اسی اثناء میں وانزو کے مقام پر ٹرین کا بدترین حادثہ ہوا۔ چالیس لوگ مارے گئے اور ایک سو بانوے شدید زخمی ہوئے۔ وزیر اعظم چین خود موقعہ پر پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ ڈیزائن سے لیکر کام کی تکمیل تک کوئی بھی چیز ضابطے کے مطابق نہیں کی گئی۔ ہر مرحلہ ادنیٰ درجے سے طے کیا گیا تھا۔ مرکزی حکومت کے ایک محققے نے مکمل تحقیقات کے بعد لی جن کو ذمہ دار قرار دیا۔ لی گرفتار کر لیا گیا اور 2013 میں اسے سزاۓ موت سنا دی گئی۔ اسکی تصاویر پورے ملک کی ہر جگہ سے ہٹا دی گئیں۔ اب لی جن کا نام ایک عبرت کا نشان بن چکا تھا۔ اسکے تماں کارنامے، اسکی کرپشن کے سامنے مانند پڑ گئے۔ اسکے دوسو پچاس میں ڈالر کے اٹاٹے حکومت نے ضبط کر لیے۔ آج آپ چین کے کسی آدمی سے بات کریں۔ لی جن کا نام اور اس کا انجام سنکروہ کا نوں کو ہاتھ لگا گیا۔

اس واقعہ کو آپ اپنے ملک کی کسی بھی حکومت کے تناظر میں دیکھیے، پر کہیے۔ بے لاغ تجزیہ کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ پاکستان میں تقریباً ہر بڑے لیڈرنے بڑے ترقیاتی منصوبوں سے اپنا اور اپنے خاندان کا مالیاتی مقدار سنوارا ہے۔ صدر ایوب کے زمانے سے یہ سب کچھ ویسے کا ویسا ہی چل رہا ہے۔ صدر ایوب اپنے بیٹے گوہر ایوب کو رہنمابناتے بناتے ہر چیز کھو بیٹھے۔ ذوالفقار علی بھٹو جیسا ذہین آدمی عوام کو طاقت کا سرچشمہ قرار دیتا رہا۔ مگر پارٹی قیادت اپنی الہیہ کے سپرد کر دی۔ موجودہ سیاسی قیادت کے متعلق توبات کرنا ہی وقت کا ضیاع ہے۔ یہ تو اپنی اولاد کے علاوہ کسی اور طرف دیکھنے کے عمل کو ہی گناہ سمجھتے ہیں۔ ایک ایسا گناہ جوان سے کبھی بھی سرزنشیں ہوا۔ عجیب بات ہے کہ جنہیں ہم فوجی ڈیکٹیٹر قرار دیتے ہیں۔ طالع آزمائگر دانتے ہیں۔ غاصب کہتے ہیں۔ جیسے ضیاء الحق، پرویز مشرف۔ ان میں سے کسی نے بھی اپنی اولاد کو عوامی سطح پر آگے لانے کی کوشش نہیں کی۔ انکے خلاف ہر وقت بات ہوتی رہتی ہے۔ مگر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جزل ضیاء الحق نے اپنے بیٹے اعجاز الحق کو کبھی ملک کا وزیر اعظم یا صدر بنانے کے متعلق سوچا بھی ہو۔ پرویز مشرف میں ہزار خرابیاں ہو گئیں مگر اسکے کام تک کوئی نہیں جانتا۔ یہ عجیب ساتھا ہے کہ جمہوری لوگ اپنے خاندان سے باہر نہیں نکلتے اور فوجی حکمران اپنے خاندان کو مجموعی طور پر سامنے نہیں لاتے۔

ہمارے بد قسمت ملک میں، ترقیاتی منصوبوں کو ذاتی منفعت اور ذاتی تشویہ کا سب سے بڑا ذریعہ بنادیا گیا ہے۔ تمام منصوبے ہمارے جیسے لوگوں کے ٹیکس کے پیسوں اور قرضوں سے بنائے جاتے ہیں۔ مگر پروپیگنڈا ایسے کیا جاتا ہے کہ جیسے یہ سب کارنے والے قوم کے اوپر ایک احسان کے طور پر انجام دیے گئے ہیں۔ گزشتہ دس برسوں میں تو یہ ادنیٰ ترین کام اس زورو شور سے جاری رہا کہ کسی کو معمولی شرم کا احساس تک نہیں تھا۔ بسوں، گاڑیوں، پلوں، کھمبوں، بلڈنگوں یعنی ہر جگہ سیاسی قیادت کی خوبصورت تصاویر آؤیں گے تھیں۔ مسکراتے ہوئے قائدین، تصویریوں میں لوگوں کو دیکھ رہے ہوتے تھے۔ شاکر انگی جہالت، بد نصیبی اور کچھ مقدری انکے بوس پر مسکراہٹ بکھیرتی تھی۔ مگر اصل ہدف، وہ کمیشن اور روشنوت کا پیسہ تھا، جواب آہستہ آہستہ لوگوں کے علم میں آ رہا ہے۔ لی جن نے تو صرف دوسوچا س ملین ڈالر کے غیر قانونی اثاثے بنائے تھے۔ ان محترمین نے تو ملک سے پندرہ سے بیس ارب ڈالر چوری کیے ہیں۔ ملک بر باد ہو چکا ہے۔ اگر لی جن کو چیزوں میں سزاۓ موت سنائی جاسکتی ہے تو یہ لوگ جنہوں نے ہمارا اور ہماری اولاد کا مقدر آسیب ذہ کر دیا ہے۔ جمہوریت کے نام پر محفوظ کیوں ہیں۔ غیر معمولی کرپشن کی سزا بھی غیر معمولی ہونی چاہیے۔ کم از کم سزاۓ موت!

راو منظر حیات